تفسیر "البرہان فی مشکلات القرآن" کا منہج واسلوب

The Methodology and style of *"Tafsir Al-Burhan fi Mushkilatul Qur'an"*

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Khalil Ur Rahman (Ph.D Scholar.Deptt. Islamic Theology Islamia college Peshawar).
Email: khalilurrahmanptc@gmail.com
Dr. Muhammad Riaz khan,Al-Azhari (Associate Professor Islamic Theology Islamia College Peshawar).
Email:drraiznumal@yahoo.com

Abstract: Maulana Abdul Hadi Shah Mansoori (1873-1987) started teaching Tafsir of Holy Quran in Pashto language in Khyber Pakhtunkhwa in 1927. He left the essence of his understanding of the Holy Quran by name of "*Tafseer Alburhan fi Mushkalat-Alquran*". He explained the meanings and concepts of the Qur'an with great care, keeping in mind the interpretive principles of the Qur'an. This is a concise but a unique commentary on solving meanings and difficult verses of Holy Quran. In it, special care has been taken for *Tafsir-e-Qur'an-bil-Qur'an*, *Tafsir-bil-Hadith* and *Tafsir beaqwal-e-Sahaba wa Tabaeen*. This commentary is a short collection of contemporary commentaries.

Keywords: Tafseer, *Alburhan, Mushkalat-Alquran*, Methodology, Abdul Hadi Shah Munsoori.

خلاصہ

مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ (1873ء-1987ء) نے خیبر پختونخواہ میں پشتو زبان میں قرآن کریم کی تفسیر پڑھانے کاآغاز 1927ء میں کیا۔آپ نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ قرآن کے تفسیری اصولوں کو مد نظر رکھ کر معانی القرآن اور مفاہیم کو بیان کیا ہے۔ یہ ایک اجمالی تفسیر ہے مگر مفاہیم ومعانی اور مشکل مقامات کو حل کرنے میں ایک بے نظیر تفسیر ہے جس میں مشکل آیات کا حل اور عصمت انبیاء پر سیر حاصل تبصرہ ہوا ہے۔ اس میں تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر بالحدیث اور تفسیر باقوال الصحابہ وتابعین کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ یہ تفسیر، دور حاضر میں تفسیر بالماثور کا مختصر مجموعہ ہے۔

کلیدی کلمات: تفسیر، البرہان، مشکلات القرآن، منہج، عبدالہادی شاہ منصوری

تمہید

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسان اپنی ابتدائے آفرینش سے ہی تعلیم و تعلم کے سلسلے سے وابستہ ہے۔ ہر زمانہ میں انسان کی راہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ نے وحی کا سلسلہ جاری وساری رکھا ہے۔ آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر قرآن مجید نازل ہوا جو کہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسان کے تاقیامت دینی ودنیوی راہنمائی کیلئے کافی ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کلام کی توضیح تو بعض دفعہ قرآن نے خود کی ہے لیکن اس کے مفسر اعظم حضور ﷺ ہیں اور آپؐ کے بعد آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ وتابعینؒ ہیں۔ ان کے بعد ہر وقت کسبی و فیضی علم کے زیور آراستہ مفسرین حضرات نے مختلف زاویوں سے قرآن کریم کی تفسیر کی ہے۔ علم قرأت، استنباط احکام، اعجاز قرآن، ناسخ ومنسوخ، اسباب نزول، صرفی، نحوی قواعد، فضائل، قصص اور دوسرے اشکال میں تفاسیر لکھی گئی ہیں جو وقت کی ضرورت اور عوام الناس کی سہولت کو ملحوظ نظر رکھ کر لکھی گئی ہیں۔

ان تفاسیر میں ایک تفسیر مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیر "تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن" ہے۔ مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ نے مولانا حسین علی الوانیؒ سے کسب فیض حاصل کیا اور موضع صوابی میں پشتو زبان میں قرآن کریم کا پہلی بار تفسیر پڑھانے کا آغاز 1927ء میں کیا۔"[1] آپ نے پورے اکسٹھ سال مسلسل سالانہ تین دورہ تفسیر (ایک رمضان میں اور ایک سالانہ اسباق کے دوران طلبہ کرام کو اور ایک نماز عشاء کے بعد محلّہ والوں کو) پڑھائے۔ انہوں نے اپنے تفسیری فہم وفراست کا نچوڑ "تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن" کے نام سے چھوڑا۔ یہ تفسیر بہت اہمیت کی حامل ہے جس کے منہج اور اسلوب سے آشنائی ضروری ہے۔ پیش نظر مقالہ میں اس تفسیر کی روش اور منہج پر بحث کی گئی ہے تاکہ قارئین کو اس کتاب کے بارے میں بنیادی آگاہی حاصل ہوسکے۔

سابقہ لٹریچر

مولانا عبدالہادی شامنصوریؒ کے زندگی کے مختلف پہلوں پر اب تک بہت سے مضمون لکھے گئے ہیں اور مختلف اخبارات و ماہناموں میں شائع ہوئے ہیں۔ کتابی شکل میں مولانا محمد ابراہیم فانی کی کتاب حیات شیخ القرآن[2] علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے سعید الرحمٰن کا مقالہ "مولانا عبدالہادی کی تفسیری خدمات" وغیرہ موجود ہیں لیکن اس موضوع پر یہ پہلا کام ہوگا۔

تفسیر البرہان کی بعض خصوصیات

1. **نام واشاعت:** "تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن" جو کہ مقدمہ اور فہارس سور سمیت چھ سو چودہ (614) صفحات پر مشتمل ہے خود مصنف مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی زندگی ہی میں اپریل 1987ء میں منظر

عام پر آ گئی تھی اسے "شعبہ تصنیف وتالیف دارالعلوم تعلیم القرآن شاہ منصور صوابی نے مطبع: ایجوکیشنل پریس ادب منزل پاکستان، چوک کراچی سے چھپوایا۔

2. **وجہ تسمیہ**: قاضی فضل اللہ صاحب نے فرمایا برھان "برھن" سے مشتق ہے۔جس کے معنی ہیں "بَیَّنَ" اور اس کا مصدر بروزنِ تفعیل "تبیینٌ" ہے،جس کے لغوی معنی ہیں جدا کرنا اور الگ کرنا، تو برھان کا معنی ہوا دلیل مبیّنٌ یعنی جُدا کرنے والی دلیل۔یعنی وہ دلیل جو صحیح اور غلط کو ایک دوسرے سے جدا کرے۔ یا لفظ البرھان، "بُرھة" سے مأخوذ ہے جس کے معنی قطع کرنے یعنی کاٹنے کے ہیں۔اور کاٹنے سے بھی جُدائی آتی ہے۔ بہر صورت، اس کے معنی واضح اور واضح کرنے والا کے ہیں۔ اور منطق میں برھان وہ دلیل ہوتی ہے جو مدعی کے موافق ہو جس کو منطق میں تقریبِ تام کہتے ہیں۔ بنابریں، مندرجہ بالا دووجوہات میں سے کوئی بھی وجہ "تفسیر البرھان فی مشکلاتِ القرآن" کی وجۂ تسمیہ ہو سکتی ہے۔[3]

3. **عربی زبان کا انتخاب**: مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ نے اپنی تفسیر عربی زبان میں اس لئے لکھی ہے کیونکہ آپؒ ہمیشہ علماء اور طلباء کو پڑھاتے رہے اور طلباء کی تعلیمی و تعلّمی زبان عربی ہے،دوسری طرف عربی قرآن اور زبانِ رسول ﷺ ہے اور دینِ اسلام کا بڑا ذخیرہ اسی زبان میں موجود ہے۔ خصوصاً اسلاف کے ہاتھوں کا قیمتی اثاثہ تو ہے ہی عربی میں۔ تفسیر البرھان تو عربی میں اس لئے لکھی گئی تاکہ طلباء کو عربی میں پختگی نصیب ہو اور وہ قرآن کو قرآن ہی کی زبان میں سمجھا جائیں۔[4]

مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کا علمی سفر

تفسیر "البرہان فی مشکلات القرآن" کی ابتداء میں "ترجمۃالمؤلف"کے عنوان سے مصنّف کا تعارف (تذکرہ اساتذہ، تصوف وغیرہ) اجمالاً پیش کیاہے۔جس میں آپ رحمۃاللہ علیہ کا دارالعلوم دیوبند میں داخلہ نہ لینے کا سبب بھی بیان کیا گیا ہے۔جب آپؒ کے صاحبزادے جناب نور الہادی صاحب دامت برکاتہم نے آپؒ سے پوچھا کہ آبّا جی! آپ نے دیوبند میں داخلہ کیوں نہ لیا۔تو آپؒ نے فرمایا:"ذَهبتُ إلىٰ دارالعلوم ديوبند ولكن لمّا رأيتُ الأساتذه الكرام رحمهم الله تعالىٰ اجمعين عنهم يدرسون العلوم العقليه والنقليه بأخذ الأجرة فرضتُ وجئتُ إلىٰ غورغشتى واخذتُ العلم عن الشيخ العلامة النصير الدين رحمة وّاسعة"[5] ترجمہ: "میں دارالعلوم دیوبند میں علم حاصل کرنے کیلئے چلاگیا تو وہاں پر مجھے معلوم ہوا کہ یہاں کے اساتذہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین علوم وفنون کا درس تنخواہ پر دیتے ہیں پس میں واپس غور غشتی اگیا اور وہاں پر مولانا نصیرالدین غرغستویؒ سے حدیث کا سند حاصل کیا۔" اس کے بعد (الاعتذار مِن المولّف)کے عنوان سے

مصنّفؒ نے عجز و انکساری کا اظہار کیا ہے۔ اور اگر کتاب میں کوئی سہوا یا خطائی ہو تو اس کی تصحیح کی درخواست کی ہے۔ اس کے بعد دو عربی اشعار لکھے ہیں:

وباقی العمر أسقام وشیب۔۔۔۔۔۔وهمَّ بارتحال وانتقال

وقلیل العمرفی دار دنیا۔۔۔۔ومضجعنا الی بیت التراب[6]

ترجمہ: "اور اب باقی عمر بیماری اور بوڑھاپا ہے اور قصد کیا ہے چلنے اور منتقل کرنے کا۔ اور دنیا میں تھوڑی عمر گزرنا ہے اور ہمارہ خواب گاہ قبر ہے۔"

پھر آپؒ نے اپنا سند تفسیر لکھا ہے۔ کہ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر مولانا حسین علیؒ سے پڑھی۔ مولانا حسین علیؒ کے بارے میں مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے ہیں کہ " مولانا حسین علیؒ بہت بلند پایہ انسان تھے وہ فنا فی التوحید تھے اور قرآن مجید کی حرکات و سکنات سے بھی اللہ تعالیٰ کی توحید ثابت کرتے تھے۔"[7] اللہ تعالیٰ نے آپ (مولانا عبدالہادیؒ) کو عظیم استاد کی صحبت نصیب فرمائی تھی۔ایک دن کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت آپ کتنا عرصہ اپنے اُستاد کے پاس رہے تو فرمایا۔ "میں تفسیر قرآن کے مکمل ضبط تک اپنے شیخ کے پاس رہا اور جب مجھے یقین آیا کہ میں اب دورہ تفسیرِ قرآن پڑھانے کے قابل ہوں، تب میں وہاں سے اپنے علاقہ اور گاؤں کو واپس آیا۔"[8]

مولانا حسین علیؒ نے قرآن مجید کی تفسیر خواجہ محمد عثمانؒ سے، اُنہوں الحاج دوست محمد قندھاریؒ سے، اُنہوں نے شاہ احمد سعیدؒ سے، اُنہوں نے شاہ عبدالعزیزؒ سے اور اُنہوں اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے۔[9] تو گویا مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی سندِ تفسیر پانچ واسطوں سے شاہ ولی اللہؒ سے جا ملتی ہیں۔[10] پھر اس کے بعد قرآن مجید کی تعریف، موضوع اور غرض انتہائی آسان انداز میں بیان کی ہے۔ اور فرماتے تھے کہ قائل جب اپنے قول کی تشریح خود کریں وہ زیادہ بہتر ہو گا۔

قرآن کریم کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت

تعریف قرآن مجید: كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَاب (29:38) ترجمہ: "(یہ) کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہلِ عقل نصیحت پکڑیں۔" اور ساتھ ہی علمائے اُصولین کی تعریف بھی بیان فرماتے تھے : "لأنَّ تعریفه عندهم القرآن کتابٌ نزل علَی الرسول نجماً نجماً المکتوب فی المصاحف المنقول عنه نقلاًمتواتراً بلا شبهه"[11] ان کے مطابق قرآن کا موضوع توحید ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْن(2-21) کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔ آپ کے نزدیک نزولِ قرآن کا مقصد "الفوز فی الدّارین

بالسعادة الأبديّة" ہے۔[12] جس قرآنی آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں: " اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا" (9:17)

اُصولِ تفسیر

حافظ ابنِ کثیر کی تفسیر "تفسیر القرآن العظیم "المعروف" تفسیر ابنِ کثیر"، تفسیر سلف کا بہترین نمونہ سمجھی جاتی ہے۔ابن کثیرؒ نے اس تفسیر کے مقدمہ میں تفسیر کے چند اُصول بیان کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

"اِنَّ اَصحّ الطرقُ فی ذالک اَنْ یُفسّر القرآن باالقرآن فما اُجمل فی مکانٍ فانّهٗ قد بسط فی موضعٍ اٰخرٍ فان اعیاک فعلیک بالسنّه فانّها شارحة للقرآن و موضحة له واذا لم نجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنّة رجعنا فی ذالک الیٰ القول الصحابه۔۔۔ واذا لم نجد التفسیر فی القرآن ولا فی السنّة ولا وجدتّهٗ عن الصحابه فقد رجع کثیر من الأئمه فی ذالک اِ لی اَقوال التابعین."[13]

حافظ ابنِ کثیر نے مذکورہ بالا عبارت میں قرآن مجید کی تفسیر کے چار بنیادی اُصول بیان کیے ہیں:

1. تفسیر القرآن باالقرآن

حافظ ابن کثیرؒ کے نزدیک قرآن کی تفسیر کا درست اور محفوظ طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کی جائے۔اس لئے کہ قرآن میں اگر ایک بات یا حکم کسی ایک مقام پر مجمل ذکر ہوا ہے تو دوسری جگہ اُس کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔

2. تفسیر القرآن بالآحادیث النبویہ

قرآن کریم کی تشریح وتوضیح کا دوسرا ذریعہ احادیثِ نبویہ ہیں، کیونکہ قرآن آپؐ پر نازل ہوا ہے اور آپؐ ہی اِس کے شارح ہیں۔خود قرآن اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (53:4-3) جیسا کہ امامِ شافعیؒ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے تمام فیصلے اور احکامات قرآنِ مجید سے ماخوذ ہیں۔[14]

3. تفسیر القرآن باقوالِ الصحابہؓ

سلف صالحین کا طریقہ یہ رہا کہ وہ پہلے قرآن کی تفسیر خود قرآن سے کرتے،اگر قرآن میں وضاحت نہ ملتی تو پھر حضور ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کی طرف رجوع کرتے اور اگر احادیث سے بھی کوئی تفسیری نکتہ نہ ملتا تو پھر اقوالِ صحابہؓ سے استفادہ کرتے۔[15]

4. تفسیر القرآن باَقوالِ التابعینؒ

تابعینؒ نے اصحابؓ رسول ﷺ سے براہ راست فیض اٹھایا ہے۔اس لئے تفسیر قرآن کا چوتھا ماخذ اقوال تابعین کو مانا گیا ہے تابعین کی معلومات متأخرین کی نسبت زیادہ مستند ہے۔ کیونکہ یہی وہ حضرات تھے جنھوں نے اصحابِ

رسول ﷺ سے براہِ راست استفادہ کیا ہے۔ تابعین حضراتؒ اگر کسی آیت کی تفسیر میں متّفق ہوں تو کسی کو ان کی مخالفت جائز نہیں۔[16]

مندرجہ بالا چار اُصولوں کواپناتے ہوئے لکھی گئی تفسیر، تفسیرِ بالماثور کہلاتی ہے۔ ذیل کی سطور میں " تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن "کا جائزہ لیاجاتا ہے کہ مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ اپنی تفسیر میں کس حد تک اِن اُصولوں پر عملِ پیرا رہے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

پہلا اُصول

تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن مولانا عبدالہادیؒ نے تفسیرِ قرآن کے پہلے اُصول کو مدّنظر رکھتے ہوئے: فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ(2:37) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "فتلقّی اٰدم" ای تقبّل (من ربه کلماتٍ) الهاماً وهی (ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا ترحمنا لنكوننّ من الخاسرين)[17] اسی طرح آیہ مبارکہ: وَالّٰتِیْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْيَجْعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا(4:15) کے ذیل میں لکھتے ہیں: "وبعد ذالک جآء آية السورة النور وهی(الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِئَةَ جَلْدَةٍ وَلاتَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللهِ)[18] اورآیہ کریمہ: وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَا سَعٰى(53:39) کی تفسیر کچھ یوں فرمائی: "وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَاسَعٰى "لنفسه لا لغيره اما المؤمن فله سعى لغيره كما قال تعالى: "وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ "[19]اور"وما أُنزِل على الملكين ببابل هاروتوماروت"وهما ساحران حقيقتاًويقال لها ملكين مجازاًباعتبارالأوصاف الحسنةونظيره قوله تعالى: اِلاّ أن تكونا ملكين أو تكونا من الخالدين يعنى ملكين مجازاً۔لأنّهما ساحران حقيقتاً."[20] وغیرہ۔

دوسرااصول

تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن نے تفسیر القرآن باالاحادیثِ النبویہ کے اصول کو پیش نظر رکھا ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ آیت کی تفسیر، تفسیر باالقرآن کے اُصول سے کرنے کے بعد اس کی مزید وضاحت کے لئے تفسیر کے دوسرے اُصول (تفسیر القرآن باالاحادیثِ نبویّہ ﷺ) کو بَروئے کار لاتے ہوئے لکھتے ہیں: "كما قال رسول الله اتقوا الدنيا والذى نفسى بيده انّهاالاسحر من هاروت وما روت[21] اسی طرح آیہ کریمہ: وَلَا تَقُوْلُوْالِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لاَّتَشْعُرُوْنَ(2:154) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "وفی

الحدیث اذا مات الکافر سلط علیهم سبعین تنینا ای الحیات"[22] نیز آیہ کریمہ: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ(59:6) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "عن ابنِ عمران رسول الله قال ما من زرعٍ علی الأرض ولا من ثمر علی الأشجار الاّ علیها مکتوب بسمِ الله الرحمٰن الرّحیم هذا رزق فلان بن فلان"[23]

اسی طرح آیہ کریمہ: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (50:8) کی توضیح کچھ یوں فرمائی ہیں کہ: "قال رجل یا رسول لله انّی رأیت بظهر ابی جهل مثل الشوک قال هذا ضرب الملائکة"[24] نیز آیہ کریمہ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ(9:5-34) کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ: "و عن ابی هریرةؓ أن رسول اللهؐ قال ما من صاحب ذهب ولا فضةلا یُؤدی زکوٰتها الاّجعلهایوم القیامةذهباًثمّ حمیٰ علیها فی نار جهنم ثمّ تُکویٰ بها جنبه وجبهته فی یوم کان مقداره خمسین الف سنةحتّی یقضی بین الناس جعل له سبیل اِمّا الی الجنة و اِمّا إلی النار."[25]

تیسرا اصول

جہاں تک " تفسیر القرآن باقوال الصحابہؓ "کے اصول کا تعلق ہے تو اس اُصول کے ضمن میں مولانا عبدالہادیؒ سلف کی راہ پر گامزن رہے ہیں اور قرآنی آیات کی وضاحت و توضیح کے لئے اقوالِ صحابہؓ سے فیض اٹھایا ہے۔مثال کے طور پر آیہ کریمہ: الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا(141:4) کی تشریح و توضیح میں رقم طراز ہیں" قال عمر ابن الخطاب مع المؤمنین کنتم اقلّ الناس واذلّ الناس فکثّرکم بالاسلام وکنتم اذلّ الناس فاعزّکم الله بالاسلام وتطلبون العزّة بغیرالله فیذلّکم الله"[26] نیز آیہ کریمہ: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (33:8) کے ضمن میں یہ اُصول کچھ اس طرح بروئے کار لایا گیا ہے کہ: "قال ابن عباس کان

فیهم ودیعتان النبیؐ والإستغفار فذهب النبیؐوبقی الإستغفار."[27] اسی طرح آیہ کریمہ: مَاقَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ (22:74) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : وقال ابو بکر:"العجز عن الدرک الذات والبحث عن الدرک اشراک."[28]

چوتھا اُصول

تفسیر بالماثور کا چوتھا اُصول تفسیر القرآن با قوال التابعین ہے جو تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر آیہ کریمہ: قَدْنَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ(2:144) کی تشریح میں حضرت سعید بن مسیّبؒ کا قول ذکر فرماتے ہیں: "عن سعیدبن مسیب ان تحویل القبلة قبل بدر بشهرین فی رجب امرالله تعالیٰ فی شعبان بتحویل القبلةیوم الثلثآء."[29] اسی طرح آیہ کریمہ: يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ(6:130) کے ذیل میں لکھتے ہیں: قال ضحاکؒ الجن یدخلون الجنّة ویأکلون ویشربون۔وقال اللیثؒ بن ابی حلیم مسلموا لجن لا یدخلون الجنّة ولا النار اذاالله تعالیٰ اخرج آبآئهم الجنة فلا یعید فیها جمیعاً۔وقا ل ابن الملکؒکلّهم فی الجنة والشیٰطین کلهم فی النار وامّاالإنس والجنّ لهم الثواب وعلیهم العذاب.[30]

اسی طرح آیہ کریمہ: اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ(2:157) کی تفسیر میں روح المعانی کا حوالہ دیتے ہوئے حسن بصریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ: "عن حسن البصری الشهدآء احیاء عندالله تعالیٰ ترزق ارواحهم فیصل الیهم الفرح فی قبورهم کما تعرض النار علی ارواح آل فرعون غدوّا و عشیّافیصل الیهم الوجع وهذا مثال مامرّوعن الأصم۔المراد بالحیاة الهدٰی و بالموت الضلالة یعنی المؤمنون بالهدٰی لا یعذبون فی قبورهم والکافرون فی الضلالة یعذّبون فی قبورهم."[31]

مندرجہ بالا بحث کا مقصد یہ ہے کہ مولانا عبدالہادی شامنصوریؒ نے اپنی تفسیر میں انہی اصولوں کو مد نظر رکھ کر قرآن مجید کی تشریح فرمائی ہے جس سے تفسیر کے میدان میں آپ کی عظمت اور قدرو قیمت کا اندازہ لگایا جاسکتا

ہے۔بقول شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ "آپؒ قلباً و قالباً، صورۃو سیرۃ زمرہ سلف صالحین اور جماعت علماء متقدمین کے ایک فرد تھے اور متاخرین کے اس دور میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔"[32]

منہج واسلوب تفسیر

مولانا عبدالہادی شاہ منصوری نے " تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن" میں جو روش اپنائی ہے، اس کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں:

1. مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ نے تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن میں ہر آیت کی تشریح نہیں کی بلکہ چیدہ چیدہ آیات کی توضیح فرمائی ہے۔
2. سورت کی تفسیر کرتے وقت سب سے پہلے اُس سورت کی مکّی ومدنی ہونے کا تعین کرتے ہیں۔
3. سورت کے تمام مضامین کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔
4. قرآن مجید میں کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں۔سوائے سورہ توبہ کے ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آیا ہے۔آپؒ نے ہر سورت کے تسمیہ کی تشریح و تفسیر اُس سورت میں بیان شدہ مضامین کی روشنی میں کی ہے۔
5. تفسیر میں ربط بین الآیات والسّور کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔
6. جو سُوَرتیں حروفِ مقطعات سے شروع ہوئی ہیں ان حروف کی تأویل ورموز اسی سورۃ میں ذکر شدہ مضامین کی روشنی میں کرتے ہیں۔
7. قرآنی متن کو بین القوسین (بریکٹ) میں بند کرکے اِس کے اُوپر لکیر کھینچی گئ ہے۔
8. سورۃ کے ابتداء اور اختتام پر اہم موضوعات کا خلاصہ بیان فرمائے ہیں۔
9. موقع محل کے مناسب اکثر عربی، فارسی زُبان کے اشعار کو بطور استشہاد کے پیش کرتے ہیں۔
10. فقہی مسائل میں ائمہ اربعہ کے دلائل بھی پیش کرتے ہیں لیکن ترجیح امامِ اعظمؒ کے قول کو دیتے ہیں۔
11. تفسیر میں جگہ جگہ ایسے اسرار ورُموز بیان کرتے کہ عقل دنگ رِہ جاتی اور دورانِ درس طلباء سے کہتے کہ لکھ لو، سمجھ لو یہ چیز تمھیں تفاسیر کے اوراق میں نہیں ملے گی۔اپنے اُستادِ محترم کا جہاں کہیں تذکرہ آتا ہے تو اُن کا نام نہ لیتے بلکہ فرماتے: فانّها منقولة من الشيخ. "[33]
12. بعض دفعہ کسی آیت کی تشریح وتوضیح تفاسیر معتمدہ کی روشنی میں کرنے کے بعد حالات وزمانہ کے تناظر میں کرتے جیسے صفحہ نمبر 344پر لکھتے ہیں کہ: "هٰذا معنى التفاسير والمعنى الثانى عام أى لا تحبسوا

الحرائر الشابات من النکاح إن اردن النکاح برجل لتبتغوا المال فانّه مفضی إلی الفحشآء اعوذُبالله منه ونختار الدین لا الدنیا."[34]

13. کسی تفسیری نکتہ میں اگر علماء کرام کا اختلاف ہو تو سب کی آراء ذکر فرما کر ترجیح اُس قول کو دیتے ہیں جو اقرب الی القرآن والحدیث ہو۔"فَانْطَلَقَا حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا" (18:74) غلام (لڑکا) کے بلوغ کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔اس اختلاف کو آپ نے کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے:"اعلم انّ فی بلوغ الغلام اختلاف بین اصحاب الظواهر و اصحاب التحقیق قال الظواهر یلعب بالصبیان فهو صبٌ قال اصحاب التحقیق کأن الغلام بالغاً وهو قطاع الطریق و الا یلزم علی الخضر اعتراض فان قتل الصبی ممنوع شرعاً وإن کان کافراً کما هو ظاهر فی الغزواة فإنّهٗ لایقتل المرأة والصبی والشیخ۔واخرج ابن ابی حاتم عن سعید بن عبد العزیز إن الغلام کان ابن عشرین سنة والعرب یطلق علی الشاب اسم الغلام وهو قال ابن جریر ومبسوط و روح المعانی وقا ل شبیر احمد صاحب: بعض کا قول ہے کہ بالغ تھا اور لفظ غلام عدم بلوغ پر دلالت نہیں کرتا و قال اشرف علی صاحب :اگر یہ بالغ اور ڈاکو ہوتا جیسے بعض کا قول ہے تو یہ قول زیادہ قریب الفہم تھا (والغلام یطلق علی البالغ)کما جآء فی البخاری فی حدیث المعراج قال موسیٰ ابکی (فرحا) لأنّ الغلام بعث بعدی یدخل الجنّة من امته اکثر من امتی۔فسمی النبیّ غلاما فعلم أن العرب یطلق الغلام علی البالغ وایضاً یفهم من القاعدةان المطلق یُراد به الکامله وهو البالغ."[35]

14. دورانِ تفسیر بعض مقامات پر ایسے اسرار ورُموز بیان فرماتے جو صرف اِس تفسیر کا خاصہ ہے، تو طلباء سے مخاطب ہو کر کہتے ،ساتھیوں! لکھ لو سمجھ لو یہ چیز آپ کو تفاسیر کے اوراق میں نہیں ملے گی:"فافهم هٰذه الترجمةفإنها لاتجد فی التفاسیر فإنها منقولة من الشیخ." [36]

15. اکثر وبیشتر آیت کی تفسیر و توضیح کو حالات و زمانے کے مطابق اس آیت پر روشنی بھی فرماتے۔جیسے وَلْیَسْتَعْفِفِ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَالَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اٰتٰىكُمْ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَیٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَنْ یُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (33:24) کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "هٰذا معنی التفاسیر والمعنی الثانی عام أی لا تحبسوا الحرائرالشابات من

النکاح ان اردن النکاح برجل لتبتغوا المال من الناکح کما یفعل الناس فی زماننا فانه مفضی الی الفحشآء اعوذ بالله تعالیٰ منه و نختارالدین لاالدنیا."[37]

16. کسی تفسیری نکتہ میں اختلاف کی صورت میں متقدمین اور متأخرین دونوں کی آراء ذکر فرماتے ہیں لیکن ترجیح اُس قول کو دیتے ہیں جو اقرب الی القرآن والحدیث نبویؐ ہو۔اورزیادہ پیچیدہ مسئلہ قاری پر چھوڑ دیتے ہیں۔حیاتِ خضر علیہ السلام کے بارے میں مفسرین اور محدثین حضرات کا اختلاف ہے۔جملہ روایات ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:"والأدلة فی حیاتہٖ ومماتہٖ مذکورفی التفاسیر لاسیما فی الروح المعانی فارجع إلیه."[38]
17. اختتامِ سورۃ پر خلاصہ سورۃ بیان کرنے کے بعد علماء وطلباء کے لئے علمِ نافع ومقبول عمل کے دُعا فرماتے ہیں جیسے سورۃ اللھب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ:"أیھاالعلماء والطلباء زاد لکم الله تعالیٰ علماً نافعاً وعملاًمقبولاً تعلیماً جدیداً"[39]
18. اور بعض دفعہ سورت کی تفسیر جب مکمل ہوتی ہے تو خلاصہ سورہ بیان کرنے کے بعد دعا فرماتے اور کہتے: "والله اعلم بالصواب."
19. بعض اوقات سورت کا اختتام پر حدیثِ پاکؐ اور کبھی کبھی فارسی کا شعر پڑھتے تھے۔ جیسے سورہ مائدہ کے آخر میں لکھتے ہیں:"قال النبیﷺلا تزال قدم ابن أدم یوم القیامه حتی یُسئل عن عمره فیما افناه وعن شبابه فیما ابلاه و عن ماله من این اکتسبه واین انفقته وما ذاعمل بما علم انتهی:
نگہدار مارا زراہ خطا۔۔۔۔۔۔خطا درگذار وثوابم نما[40]
20. عقائد اور اسلام سے باہر روایات یا امم ماضی کے قصص واحوال کو بھی قاری پر چھوڑتے ہیں۔ جیسا ذوالقرنین اور لقمان کی نبوت کے بارے میں اکثر صاحب امالیہ کا یہ شعر فرماتے تھے:
وذوالقرنین لم یعرف نبیا۔۔۔۔کذا لقمان فحذرعن جدال [41]

تفسیری خصوصیات

تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن میں مندرجہ ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں:

1. **الوانی مکتب فکر کی نمائندہ تفسیر**: یہ تفسیرالوانی مکتبِ فکر کی نمائندہ تفسیر ہے۔اس تفسیر میں مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ نے قدم قدم پر اپنے اُستاد اور پیر ومرشد حضرت مولانا حسین علیؒ کے پیروی کی ہے۔مثلاً موضوع سورہ اور اس کا خلاصہ بیان کرنا، قرآن کریم کی چار حصوں میں تقسیم، خلاصہ

سُورہ، مسئلہ عدمِ سماع موتہ میں الوانی تحقیق کو ترجیح وغیرہ۔ آپؒ نے اپنے استاد محترمؒ کے تفسیری افادات سے بھرپور استفادہ کیا۔ بطور نمونہ: الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَأْخُذْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ(24: 2) کی تفسیر کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ: "والحاصل أن الكفار لايؤاخذون بالزنا إذهم كالأنعام لامؤاخذة عليهم وأما المؤمنون فمؤاخذون بالزنا لانها حرام عليهم فيحدون بها فافهم هذه الترجمة فإنها لاتجد فى التفاسير فإنّها منقولة من الشيخ رحمة الله عليه."[42]

2. **تفسیر التسمیہ بعنوان خاص**: قرآن مجید کی کل ایک سو چودہ (114) سورتوں میں سے صرف ایک سورت (سورہ توبہ) کے علاوہ، ایک سو تیرہ (113) سورتوں کے ابتداء میں بسم الله الرحمٰن الرحيم لکھا ہوا ہے۔ مصنّفؒ نے ہر سورت کے تسمیہ کی تفسیری وضاحت اُسی سورت میں بیان شدہ مضامین کی روشنی میں کی ہے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ کے تسمیہ کی تفسیر میں لکھا ہے: "بسم الله الذى جعل حيات القلب بذبح بقرة النفس التى تسر الناظرين دالة بالبعث بعد الموت و علامة بالصانع الكامل الرحمٰن بإرسال الكتاب الذى لاريب فيه الرحيم بجعله هدىً للمتقين."[43]

3. **حروفِ مقطعات کی تأویل**: قرآن مجید کے تقریباً اُنتیس سوروں کے شروع میں چند حروف سے مرکب چند الفاظ لائے گئے ہیں۔ جیسے الٓمٓ، حٰمٓ، الٓمٓصٓ وغیرہ۔ اصطلاح میں ایسے کلمات کو حروفِ مقطعات کہا جاتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت ان حروف کو الگ الگ ساکن حالت میں پڑھا جاتا ہے۔ جیسے الٓمٓ کو الف، لام اور میم پڑھا جاتا ہے۔ حروفِ مقطعات کے بارے میں بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ حُروف جن سورتوں کے شروع میں آئے ہیں یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔ بعض کے بقول یہ اسماء الٰہیہ کے رُموز ہیں، مگر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ اور علماء اُمت کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ یہ اسرار و رُموز ہیں اور ان کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ہاں یہ بھی ممکن ہے کہ ان حروف کے معانی ومطالب حضور ﷺ کو بتلائے گئے ہوں اور اُمت کو ان کے معانی بتانے اور سمجھانے سے منع کیا گیا ہو۔ اس لئے تو آپ ﷺ سے اِن حروف کے معانی ومطالب منقول نہیں۔

بعض دیگر اکابر علماء کرام جن سے اِن حروف کے معانی منقول ہیں، اس سے مراد محض تمثیل وتنبیہ اور آسانی مقصود ہے۔ نہ کہ بعینہٖ یہی معانی مراد ہیں۔ لہٰذا علماء تحقیق کے ہاں ان معانی ومطالب کو غلط کہنا درست

نہیں۔ حروف مقطعات کے بارے میں جس طرح دیگر علمائے کرام نے مختلف قسم کی تأویلات پیش کی ہیں، اسی طرح مولانا عبدالہادیؒ نے اپنی قرآن فہمی اور ذوقِ قرآن کے بدولت ان حروف کی بڑی عمدہ اور عام فہم تأویلات بیان فرمائی ہیں جن کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں:

ا. الٓمٓ: سورۃ البقرۃ: فمعناہ الحقیقی معلوم للہ تعالیٰ والرسولﷺ ومعناہ المجازی عند المفسرین"اوّل اللازم علی المؤمن"[44]الف سے اوّل، لام سے لازم اور میم سے مومن۔ اول لازم مومن کیلئے ذالک الکتب۔

اا. الٓمٓ سورۃ اٰل عمرا ن:أی إلہٌ لازم الوجود المنزّہ من الشرک اللّٰہُ لا إِلَہَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ "[45]الف سے الٰہٌ، لام سے لازم الوجود اور میم سے منزہ من الشرک۔

4. **نسخِ آیاتِ قرآنیہ**: مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ قرآن کریم کی منسوخ آیات کے بارے میں اپنے استادِ محترم حضرت مولانا حسین علیؒ کے نقشِ قدم پر گامزن رہے ہیں۔ متقدمین مفسرین حضرات نے تو منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو تک شمار کی ہیں اور بعض حضرات بیس (20) تک قرآنی آیات کے نسخ کے قائل ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے ان میں جمع و تطبیق کرکے ان کی تعداد پانچ تک لائی ہے۔ مولانا حسین علیؒ نے اِن پانچ آیات کی ایسی توجیہ فرمائی دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات کریمہ کا حکم تا قیامت باقی ہے۔اس حوالے سے شاہ ولی اللہؒ آیہ کریمہ: كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ" (2:180) کو سورۃ النسآء کی آیت "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا" (11:4) سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔اس بارے میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ، جن کا شمار مولانا حسین علیؒ کے تلامذہ خاص میں ہوتا ہے، اپنی تفسیر، تفسیر جواہر القرآن (از افادات مولانا حسین علیؒ) میں مولانا حسین علیؒ کا نقطہ نظر بیان کرتے ہیں کہ اِس آیت میں: "وصیت والدین اور رشتہ داروں کے لئے نہیں بلکہ والدین اور رشتہ داروں کو ہے اور المعروف سے مراد حکمِ شرعی ہے۔اور مطلب یہ ہے کہ مرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کو اس بات کی وصیت کرے کہ وہ اس کا ترکہ حکمِ شرعی کے مطابق تقسیم کریں۔"[46]

5. **عصمتِ انبیاء کرام علیہم السّلام**: عصمتِ انبیاء کے بارے میں مولانا عبدالہادیؒ انتہائی سخت گیر تھے۔آپ کہا کرتے کہ نبی تو اُمّت کے لئے نمونہ ہوا کرتا ہے۔ اگر یہ بھی معصوم نہ رہا تو اُمت کس کے نقشِ قدم پر چلے گی؟ فرماتے کہ معتزلہ بھی انبیآء کو معصوم قرار دیتے ہیں۔ البتہ ایک شرذمہ (طائفة قليلة من الناس تخالف المسلمات) جو عصمتِ انبیاء کی مخالف ہے۔ داؤد علیہ السلام کے واقعہ میں بعض مفسرین اسرائیلیات نقل کرتے ہیں کہ آپؑ کی ننانوے (99) بیویاں تھیں لیکن اس کے باوجود داؤد علیہ السلام اپنے ایک سپہ سالار (اُوریہ) کی بیوی کو برہنہ دیکھ کر اُس پر عاشق ہو گیا تھا۔ لہٰذا اُسے حاصل کرنے کے لئے آپ علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) اپنے ایک دوسرے جرنیل کے ذریعے ایک منصوبہ بنایا کہ "اُوریہ" کو ایسے محاذِ جنگ پر بھیجا جائے جہاں سے وہ (اُوریہ) زندہ واپس نہ لوٹے۔اس طرح اُس کی بیوی آزاد ہو جائے گی اور داؤد علیہ السلام اُسے اپنے حرم میں داخل کریں گے۔

مولانا عبدالہادیؒ فرماتے کہ یہ سب یہود کی افتراء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے استعجاب کا اظہار کیا ہے۔ تفسیر میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ: "روى عن ابن عباس انّه قسم الليل والنها على اربعة ايام يوما للعباد ويوما للقضاء و يوما للإشغال بخواص مملكته و يوماً لقآء بنى اسرآئيل واعلن أن لايدخل علىَّ احدٌ فدخل عليه من بنىّ اسرآئيل رجلين بلااذن ففزع منهما والحال انّه ما اجاز لهما وقال داؤدٌ فعلت ذالک واقسمت إلايام لأمور عليحدة فقال له الله تعالىٰ كيف نسبت تقسيم الأيام إلىٰ نفسک وانت من المقربين لأن حسنات الأبرار سيئات المقربين فكيف نسبت إلىٰ نفسک وقال تعالىٰ سينقض هذاالتقسيم عليک فجآء رجلان من بنى اسرآئيل فى الظهرة فاعىٰ علىٰ لأخر دعوىً وحضرا عنده بلا اجازة فنقضى تقسيمه فى الأيام."[47]

وہ دونوں افراد دیوار پھلانگ کر اندر آئے اور اُن میں سے ایک نے دعوی کیا کہ "اِنَّ هٰذَا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۔۔۔الخ" اس وقت داود علیہ السلام اپنے ربّ کی عبادت میں مشغول تھے تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں: وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ" مولانا عبدالہادیؒ فرماتے کہ اصل بات یہی تھی باقی جو بعض مفسرین نے اِدھر اُدھر کے من گھڑت واقعات ذکر کئے ہیں وہ سب اسرائیلیات میں سے ہیں۔اس لئے اس موضوع کے آخر میں لکھتے ہیں کہ: "وماجآء فى التفاسير فغلط منهم رحمهم الله تعالىٰ لعصمت الأنبيآء لأنهم مسلّمٌ من الصغائر والكبآئر جميعاً الإستغفار قسمان احدهما للأنبيآء والآخر لغيرهم امّا استغفار

الأنبيآء وهو الستر فمعنى استغفرالله ستّرنا من الذنب أى لاتصل من الذنب الينا صغيراً كان او كبيراً واذا قال غيره استغفر الله فمعناه سِتّرنا من عذاب الذنب انتهىٰ فالانبيآء معصوم من الذنوب وامة بالإستغفار مأمون من عذاب الذنب."[48]

تفرّدات

مفسّر بھی انسان ہے۔اور ہر انسان کی اپنی ایک انفرادیت ہوتی ہے ،خواہ وہ انفرادی صفت دنیاوی معاملہ میں ہو یااخروی۔ تفسیری میدان میں بعض دفعہ ایک مفسّر خود کوامتیازی حیثیت دلانے کی کوشش کرتا ہے،اس مقصد کے حصول کے لئے بعض اوقات وہ قرآن وسنّت ،اصول التفسیر اور قواعدِ عربیہ سے ہٹ کر تفسیر اپنا کوئی خیال شامل کردیتاہے اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ دُنیااس کی جانب متوجہ ہوجائے۔ایسی سستی شہرت حاصل کرنے کی اکثر اوقات شہرت اور عزت ملنے کے بجائے انسان کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑجاتاہے۔ مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ جیسے سادہ مزاج اور دنیاوی شان وشوکت سے بے پروا انسان کے متعلق یہ کہنا کہ اُنھوں نے اپنا ایک نمایاں مقام بنانے کے لئے اپنی تفسیر میں تفردات پیش کئے ہر گز درست نہیں۔آپؒ زندگی کااگر بنظرِ عمیق مطالعہ کیاجائے تو اُن کے بارے میں اس قسم کا خیال ذہن میں پیدا نہیں ہوسکتا۔آپؒ نے احادیث مبارکہ اور اسلاف کے تفسیری خزانے کو بارہامطالعہ کرکے اور قرآن وسنّت کے دائرے میں رہ کر تفسیر لکھی؛لیکن اس کے باوجود چند ایک تفردات بھی بیان فرمائے ہیں۔ان تفردات کے ساتھ ضروری نہیں کہ ہر کسی کا اتفاق ہو، اختلاف بھی ہوسکتاہے۔ بہر حال اُن کی تفسیر میں چندایک تفردات ضرور ملتے ہیں جن کا ایک نمونہ درج ذیل ہے۔

عام مفسرین سورۃ البقرۃ کی آیت: فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ(73:2) کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ: "تو ہم نے کہا اس گائے کا کوئی سا ٹکڑا مقتول کو مارو۔ اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کرتاہے اور تم کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتاہے۔"[49] لیکن مفتی محمد شفیعؒ اپنی تفسیر، معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ: "ہم نے حکم دیا کہ اس (مقتول کی لاش) کو اس (بقرہ) کے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو (چنانچہ چھوانے سے وہ زندہ ہوگیا۔۔۔) اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں)مُردوں کو زندہ کردیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے نظائرِ (قدرت) تم کو دکھلاتے ہیں اس توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو۔"[50] شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اپنی تفسیر، جواہر القرآن میں لکھتے ہیں کہ:"اضربوہٗ" میں "ہٗ" کی ضمیر نفس کی طرف اور ببعضها میں ها کی ضمیر گائے کی طرف راجع ہے۔اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوا کہ گائے کے بدن کا کوئی سا حصہ مقتول کے بدن سے لگادو تو وہ زندہ ہو کر قاتل کا پتہ بتادے گا۔"[51]

یہاں مولانا عبدالہادیؒ کا اس آیتِ مذکورہ کے بارے میں اپنا ایک تفرّد ہے۔آپ فرماتے ہیں مقتول کے قاتل کے بارے میں جب بنی اسرآئیل آپس میں لڑے پڑے۔ہر ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگاتا جارہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا جھگڑا ختم کرنے کے لئے اُنھیں کہا کہ کوئی سی گائے ذبح کرکے اس کے خون کا انجکشن اس مقتول کو کرو تاکہ اس میں حیات آجائے۔ کیونکہ مقتول سے کافی خون بہہ چکا تھا۔اُسے خون چڑھانے سے اللہ کے حکم سے وہ دوبارہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتادے گا کہ اُسے کس نے قتل کیا۔اس سارے انتظام کا مقصد محض مقتول کا زندہ ہو کر قاتل کا نام بتانا نہ تھا۔ اس کام کے لئے تو پیغمبر کا معجزہ کافی تھا۔جس طرح حضرت عیسیٰؑ حکمِ خداوندی سے مرُدوں کو زندہ کیا تھا عین اسی طرح اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کے ہاتھوں معجزہ رونما کرکے مقتول کو زندہ کردیتا۔ لیکن یہاں مُردے کو زندہ کرنے کے ساتھ ساتھ احیاء (خون چڑھانے) کے قانون کا طریقہ اور تعلیم مقصود تھی۔آج کل بھی جب کسی مریض کا کسی حادثے میں خون کافی بہہ جائے تو اُسے خون چڑھایا جاتا ہے۔[52] اس بابت خود البرھان کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"فقلنااضربوہٗ أی المیت ابرة ببعضها فضربوه ابرة بدم البقرة الموصوفة فحیَّ وقال انهم قتلونی۔۔ کذٰلک یحی الله الموتٰی ویریکم اٰیت قدرته لعلّکم تعقلون بها ثمّ تصنعون فی وقت الضرورة فان قیل یسرع فی دفن المیت وجآء فی التفاسیر لامعتبرة کانوا یطلبون البقرة الموصوفة اربعین سنة وهذادلیل التاخیر المیت. قلنا البقرة اسم لفنّ لعلاج المرض هو علم طویلٌ یقرءهٗ الطالب فی زمان طویل فلهذا قال المفسرون یطلبون البقرة اربعین سنة یعنی یحصلون فن العلاج فی اربعین سنة وسمی هذا الفن بقرة لان فی تحصیله ذُبح البقرة اوّلاً لیحصل فی المیت حیاة ویظهر القاتل الظالم وفی حروف البقرة سرٌّ یحصل به الفن."[53]

نتائج بحث

تحقیق کے دوران درجہ ذیل نتائج اخذ کئے گئے:

1) زیر نظر تفسیر مشکلات القرآن کے حل میں آسان اور عام فہم تفسیر ہے۔
2) طلبہ کے اذھان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات کو بہتر اور آسان اسلوب سے رفع کرتا ہے۔
3) تفسیر القرآن بالقرآن کی زبردست کوشش کی گئی ہے۔
4) دوران تفسیر احادیث رسول ﷺ سے خوب استفادہ کیا ہے۔
5) مفسر نے تفسیر اور تشریح کے لئے اقوال الصحابہ سے خوب شواہد لئے ہیں۔
6) فقہاء اور مفسرین تابعین کے اقوال سے بھی خوب استفادہ کیا ہے۔
7) مشکل معانی جو مختلف احتمالات کے متقاضی ہو اس میں علم ادب کا سہارہ لے کر حل کیا ہے۔

8) منسوخ آیات کی تفسیر اور تاویل کرکے قرآن میں منسوخ آیات کی نفی کی ہے۔

*****

References

1. Hamdillah, Yousafzai, *Tazkira-e Shekhain* (Sawabai, Madani Kutab khana, 2014), 81.

حمد اللہ، یوسف زئی،تذکرۂ شیخین (صوابی، مدنی کتب خانہ صوابی، 2014)، 81۔

2. Muhammad Ibrahim, Fani, *Hayat sheikh il Quran*, *(*Akhora Khatak, Nowshehra, Maktaba Shah Waliullah, 1996), 18.

محمد ابراہیم، فانی،حیات شیخ القرآن ، (اکوڑہ خٹک نوشہرہ، مطبع مکتبہ شاہ ولی اللہ، 1996)،18۔

3. Saidurrahman "*Mulana Abdulhadi Shah Mansoori ki Tafseeri Khidmat*, (Islamabad, AIOU, 2016), M. phil. Thesis. 26.

سید الرحمان، مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیری خدمات، (اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2016)، ایم. فل مقالہ، 26۔

4. Ibid.

ایضاً۔

5. Abdulhadi, Shah Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, (Karachi, Eductional press, 1987), 1.

عبدالہادی، شاہ منصوری، تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن ، (کراچی، ایجوکیشنل پریس، 1987)، 1۔

6. Ibid, 2.

ایضاً،2۔

7. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, (Rawalpindi, Kutab Khana Rashidia, 1974), 5.

غلام اللہ خان ، تفسیر جواہر القرآن ، جلد اول (راولپنڈی، کتب خانہ رشیدیہ، 1974) ص 5۔

8. Fani, *Hayat sheikh il Quran*, 70.

فانی،حیات شیخ القرآن ، 70۔

9. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, 5.

غلام اللہ خان ، تفسیر جواہر القرآن ، ج1، 5۔

10. Fazal Amin, Haqqani, *Muqadimat-ul Quran*, (Karachi, Eductional Press, 2007), 3.

فضل امین ، حقانی، مقدمۃ القرآن ، (کراچی، ایجوکیشنل پریس، 2007)، 3۔

11. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 2.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 2۔

12. Ibid.

ایضا۔

13. Emaadudin Ismail, Ibn-e Katheer, Alhafiz Abu Alfidaa, *Tafseer-ul Qurran Alaazeem*, Vol. 4, (Lahore, Maqbool Academy, nd.), 8.

عمادالدین اسمٰعیل، ابن کثیر، الحافظ ابو الفداء، *تفسیر القرآن العظیم*، مترجم، ج4، (لاہور، مقبول اکیڈمی، ندارد)، 1۔

14. Ibid, Vol. 4, 1.

ایضا، ج4، 1۔

15. Ibid.

ایضاً۔

16. Ibid.

ایضاً۔

17. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 15.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 15۔

18. Ibid, 87.

ایضا، 87۔

19. Ibid, 488.

ایضا، 488۔

20. Ibid, 23.

ایضاً، 23 ۔

21. Ibid.

ایضاً۔

22. Ibid, 31.

ایضاً، 31۔

23. Ibid, 137.

ایضاً، 137۔

24. Ibid, 181.

ایضاً، 181۔

25. Ibid, 189.

ایضاً، 189۔

26.Ibid, 106.

ایضاً، 106۔

27.Ibid, 179.

ایضا، 179۔

28.Ibid, 332.

ایضاً، 332۔

29. Ibid, 332.

ایضاً، 29۔

30. Ibid, 148.

ایضاً، 148۔

31. Ibid, 36.

ایضا،36۔

32. Saidurrahman "*Mulana Abdulhadi Shah Mansoori ki Tafseeri Khidmat*, 14.

سید الرحمان، *مولانا عبدالہادی شاہ منصوریؒ کی تفسیری خدمات*، 14۔

33. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 340.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 340۔

34. Ibid, 344.

ایضاً، 344۔

35. Ibid, 293.

ایضاً، 293۔

36. Ibid, 340.

ایضاً، 340۔

37. Ibid, 344.

ایضاً، 344۔

38. Ibid, 293.

ایضاً، 293۔

39. Ibid, 607.

ایضاً، 607۔

40. Ibid, 131.

ایضاً، 131۔

41. Ibid, 296.

ایضاً، 296۔

42. Ibid, 340.

ایضاً، 340۔

43. Ibid, 9.

ایضاً، 9۔

44. Ibid.

ایضاً۔

45. Ibid, 56.

ایضاً، 56۔

46. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, 88.

مولانا غلام اللہ خان، *تفسیر جواہر القران*، 88

47. Mansoori, *Muqadimat-o Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 423.

شاہ منصوری، *مقدمۃ تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 423۔

48. Ibid, 424.

ایضاً، 424۔

49. Fath Muhammad Khan, Jhalandari, *Quran Kareem*, Mutarjam, (Lahor, Faran Foundation, 2011), 13.

فتح محمد خان، جالندھری، *قرآن کریم*، مترجم، (لاہور، فاران فاونڈیشن، 2011)، 13۔

50. Muhammad Shafi, Mufti, *Maarifulquran*,Vol.1, (Karachi, Idaratul Maarif Darululom, nd.), 14.

محمد شفیع، مفتی، *معارف القرآن*، ج 1، (کراچی، اداراۃ المعارف دار العلوم، ندارد)، 14۔

51. Ghulam ullah Khan, *Tafseer –e Jawahir-ul Quran*, Vol. 1, 88.

مولانا غلام اللہ خان، *تفسیر جواہر القران*، ج 1، 43۔

52. Fani, *Hayat sheikh il Quran*, 161.

فانی، *حیات شیخ القرآن*، 161۔

53. Mansoori, *Tafseerulburhan fi Mushkilatulquran*, 19.

شاہ منصوری، *تفسیر البرھان فی مشکلات القرآن*، 19۔